درویشان قادیان کی قربانیوں کو خراج تحسین

ہندوستان کی جماعتوں کی ترقی کے لئے بنیادی ہدایات

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ / جنوری ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت تلاوت کی۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۴﴾ (البقرہ: ۲۷۴)

پھر فرمایا:۔

پیشتر اس سے کہ میں خطبہ کا مضمون شروع کروں جو دوست مسجد میں حاضر ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر ذرا آگے کو کھسک آئیں کیونکہ باہر سردی زیادہ ہے اور بہت سے دوست باہر سردی میں بیٹھے ہوں گے نماز کے لئے اگر ان کو باہر جانا پڑے تو دوبارہ جاسکتے ہیں۔ باہر اعلان کروا دیا جائے یا دوست سن ہی رہے ہوں گے۔ بہر حال جو بھی باہر سردی میں مشکل محسوس کرتے ہوں گے وہ اندر تشریف لے آئیں امید ہے کچھ نہ کچھ جگہ نکل آئے گی۔ (اور آگے آجایئے۔ آپ ذرا آگے کی طرف سرکیں، قریب آجائیں۔ نماز کے لئے مسجد میں گنجائش نکل آئی گی، ضرورت ہو گی تو چند منٹوں کے لئے نماز کے لئے باہر تشریف لے جائیں۔ باقی اندر آکر خطبہ سن سکتے ہیں۔)

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۷۴ ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ان فقراء کے لئے یہ خدمتیں اور یہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے جو خدا کی راہ میں گھیرے میں آ گئے اور ایسے گھیرے میں ہیں کہ جس کے نتیجہ میں باہر نکل کر کسبِ معاش ان کے لئے ممکن نہیں اور وہ زمین میں کھلا پھر نہیں سکتے۔ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں جا نہیں سکتے یَحۡسَبُھُمُ الۡجَاھِلُ اَغۡنِیَآءَ جاہل ان کو امیر سمجھتا ہے۔ بے ضرورت سمجھتا ہے مِنَ التَّعَفُّفِ کیونکہ انہیں مانگنے کی عادت نہیں۔ کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے تَعۡرِفُھُمۡ بِسِیۡمٰھُمۡ یعنی اے محمد ﷺ! تو ان کی علامتوں سے جو ان کے چہرے پر ظاہر ہیں، ان کی پیشانیوں پر ظاہر ہیں ان سے ان کو پہچانتا ہے لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا وہ پیچھے پڑ کر لوگوں سے مانگتے نہیں ہیں۔ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ اور جو کچھ بھی تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو، مال دیتے ہو۔ خیر سے مراد یہاں مال ہے۔ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ اللہ تعالیٰ اسے بہت جانتا ہے۔

یہ آیت اور اس سے پہلے کی جو آیات ہیں جن میں صدقات کا مضمون بیان ہوا ہے، تمام اہل تفسیر کے نزدیک اصحاب الصُّفّہ پر اطلاق پانے والی آیات ہیں۔ اصحاب الصفہ وہ مہاجرین تھے مسجد نبوی کے ایک تھڑے پر زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ اصحاب الصفہ کی جو تعداد ہے اس میں بھی اختلافات ہیں لیکن بالعموم جو مستند روایات ہیں مثلاً بخاری میں بھی ستّر کا ذکر ہے کہ کم و بیش ستّر اصحاب الصفہ تھے جو دن رات مسجد نبوی میں ہی رہائش پذیر تھے۔ ان کا پس منظر یہ ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف آنا شروع ہوئے تو ان کے لئے گزر اوقات کی کوئی صورت نہیں تھی۔ مسجد میں جب ایک گروہ اکٹھا ہو جاتا تھا تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ یہ اعلان فرمایا کرتے تھے کہ جس کے گھر دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے اس طرح یہ مہاجرین مختلف گھروں میں بٹتے رہے لیکن کچھ ایسے تھے جن کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی وہ رفتہ رفتہ اسی مسجد میں ہی بسیرا کر گئے اور ان کی تعداد بڑھتے بڑھتے ستّر یا بعض کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہو گئی۔

شانِ نزول تو اصحاب الصفّہ ہی ہیں لیکن قرآن کریم کی آیات کو کسی شانِ نزول کی حدود میں محصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ دائمی کلام ہے اور تمام عالم پر اثر انداز ہے اس لئے شانِ نزول تک

قرآن کریم کی آیات کے مضامین کو محدود کرنا یہ خود محدود عقل کی علامت ہے اور قرآن کریم کی شان کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض لوگ یہ رجحان رکھتے ہیں کہ شانِ نزول بیان کی اور معاملے کو وہیں ختم کر دیا گویا کہ ہر آیت اپنی شان نزول کے ساتھ مقید ہو کر ماضی کا حصہ بن چکی ہے یہ درست نہیں ہے۔ شانِ نزول کچھ بھی ہو آیات اپنے اندر اس بات کی قوی گواہی رکھتی ہیں کہ ان کا اطلاق وسیع تر ہے اور آئندہ آنے والے زمانوں پر بھی ہوتا چلا جائے گا۔ مثلاً یہی آیت جس میں یہ ذکر ہے کہ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ کہ جاہل ان کو تعفّف کی وجہ سے غنی شمار کرتا ہے۔ اب جہاں تک اصحاب الصفّہ کا تعلق ہے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں ہوسکتا تھا جو اصحاب الصفّہ کو غنی شمار کرتا ہو کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ہم میں سے اکثر کے پاس تو چادر بھی نہیں تھی جس کو اوڑھ لیتے اور کھانے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ رات کو کوئی دوست کھانا پیش کر دیتے تھے، صبح آنحضو ﷺ آکر ہمارا حال دریافت فرماتے اور پوچھا کرتے کہ کچھ کھانے کو ملا یا نہیں؟ اور اس پر ہم عرض کرتے کہ یا رسول اللہ کچھ ملا، تو بہت خوش ہوتے۔ خدا کا شکر ادا کرتے کہ الحمد للہ خدا کی راہ میں فقیروں کو کچھ کھانے کو مل گیا۔

یہ کیفیت جن لوگوں کی ہو ان کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ کوئی بھی جاہل خواہ کیسا بھی جاہل کیوں نہ ہو ان کو امیر سمجھتا تھا اور حاجت مند نہیں سمجھتا تھا یہ ایک بالکل غلط بات ہے اس کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ پھر اگلی بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے متعلق فرمایا کہ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ تُو اُن کے چہروں کی علامتوں سے ان کو پہچانتا ہے۔ اصحاب الصفہ کو تو چہروں کی علامتوں سے پہچاننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ سب سامنے تھے۔ ان کا حال ظاہر و باہر تھا۔ آنحضرت ﷺ دن رات ان کی فکر میں غلطاں رہا کرتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کو پہچاننے کی ضرورت ہو۔ یہ شانِ نزول تو یقیناً اصحاب الصفہ ہی ہوں گے جیسا کہ روایات میں بیان ہوا ہے لیکن تمام مسلمان سوسائٹی میں خدا کے ایسے بہت سے بندے تھے جن کے رزق کی راہیں تنگ ہو چکی تھیں اور جو عام روز مرّہ کی زندگی میں اپنی غربت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انہی کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جس کو دو تین کھجوریں میسر آجائیں یا دو لقمے میسر آجائیں بلکہ مسکین وہ ہے جو خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ گزارا کرتا ہے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ اپنی

ضرورتوں کو دوسروں پر ظاہر نہیں کرتا۔ پس اصحاب الصفہ تو اپنے حالات کی وجہ سے ظاہر ہو کر سامنے آچکے تھے کچھ آیات کا مضمون اُن پر اِن معنوں میں ضرور صادق آتا ہے کہ شدید غربت کے باوجود ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے اور فاقوں کے باوجود کسی سے مانگتے نہیں تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی وہ روایت بارہا آپ نے سنی ہوگی اور بارہا سنائی بھی جائے تو وہ کبھی پرانی نہیں ہوتی کہ ایک دفعہ فاقوں سے بے ہوش ہو گئے اور لوگ سمجھے کہ مِرگی کا دورہ ہے چنانچہ جوتیاں سنگھانے لگے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کو ہوش میں لانے کے لئے تھپڑ بھی مارے گئے اور لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ مرگی کا دورہ ہے حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ میں فاقوں کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا۔ تو جن کی یہ کیفیت ہے ان کا خواہ وہ اصحاب الصفہ میں تھے یا باہر تھے۔ اس وقت تھے یا آئندہ آنے والے تھے ان سب پر ان آیات کا مضمون اطلاق پاتا ہے۔ پھر فرمایا:

أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کی راہ میں گھیرے میں آگئے اور ان کا باہر جانا ممکن نہیں تھا۔ بعض مفسرین مثلاً قرطبی نے یہ لکھا ہے کہ مراد یہ تھی کہ وہ روزی کمانے کے لئے باہر نہیں جا سکتے تھے کیونکہ اردگرد حالات خراب تھے۔ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ اصحاب صفہ کے علاوہ اور مسلمان بھی سارے مدینہ میں بس رہے تھے۔ وہ جب باہر جا سکتے تھے اور کما سکتے تھے تو صرف اصحاب الصفہ پر ہی کیا قیامت آپڑی تھی کہ وہ باہر نہیں جا سکتے تھے ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ جسمانی لحاظ سے باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے کیونکہ ایک اور روایت بھی اس تفسیر کو غلط قرار دیتی ہے جب حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی کہ جو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ بہتر ہے۔ جس کو دیا جائے اس کی نسبت جو ہاتھ دینے والا ہے وہ بہتر ہے اس قسم کی نصائح کے اثر کے نتیجہ میں اصحاب الصفہ کے متعلق آتا ہے کہ یہ جنگلوں میں لکڑیاں کاٹنے کے لئے چلے جایا کرتے تھے اور جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور وہاں بیچ کر جو کچھ ملتا خود غربت کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے تو اس لئے یہ خیال کہ باہر کا ماحول ان کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا تھا یہ درست نہیں ہے۔ ان پر کچھ اور قیود تھیں اور وہ قیود حضرت محمد مصطفی ﷺ کی محبت کی قیود تھیں۔ یہ آنحضرت ﷺ کا دامن چھوڑ کر باہر جانا نہیں چاہتے تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان سے سوال کیا

گیا تو انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تو یہیں رہیں گے، اسی مسجد میں رہیں گے۔ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ یا رسول اللہؐ! ان کو حکم دیں کہ یہ بھی باہر نکل کر کام کریں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ان کا حال معلوم نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کیوں بیٹھے ہوئے ہیں ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ سے سوال کیا گیا کہ تم کیوں نہیں باہر نکلتے تو انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میری بہت سی عمر، عمر کا ایک بڑا حصہ جہالت میں ضائع ہوگیا۔ اب زندگی کے باقی دن ہیں، میں نہیں چاہتا کہ ایک لمحہ بھی ایسا آئے کہ آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائیں اور میں دیکھ نہ سکوں یا آپ کی باتیں نہ سن سکوں تو یہ محبت کے قیدی تھے۔ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ سے مراد یہ ہے کہ بہت اعلیٰ مقصد کے لئے اللہ کی راہ میں خود قیدی بن کر بیٹھ رہے تھے ورنہ جس طرح مدینہ میں بسنے والے باقی انصار اور مہاجرین کے لئے زمین کھلی تھی اور وہ اپنی کمائی کی خاطر جب چاہیں جہاں چاہیں جا سکتے تھے اس طرح ان پر بھی تو کوئی قید نہیں تھی۔

یہ جو مضمون ہے یہ اس زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ قادیان کے احمدی باشندوں پر صادق آتا ہے۔ ان کے متعلق بھی جو مضمون میں نے پہلے بیان کیا تھا کہ غربت اور تنگی اور مشکلات کا دور گزرا ہے یہ جسمانی قید تو کوئی نہیں تھی کہ جس کے نتیجہ میں وہ ان مشکلات کے دور میں سے گزرے اور آج تک گزر رہے ہیں بلکہ محض ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر خود اپنے آپ کو انہوں نے محصور کر رکھا ہے اور وہ مقاماتِ مقدّسہ کی حفاظت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الدّار کی حفاظت ہے اور قادیان کی مقدّس بستی کو ہمیشہ آباد رکھنے کا عزم ہے۔

پس ایک اصحاب الصفہ وہ تھے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں تھے۔ کچھ وہ تھے جو مدینہ میں بستے تھے۔ محمد رسول اللہؐ ان کو پہچانتے تھے اور باقی سب کو دکھائی نہیں بھی دیتے تھے کیونکہ وہ سائل نہیں تھے، مانگنے کے عادی نہیں تھے۔ عزت دار لوگ تھے اور ایک وہ بھی ہیں جو آخرین میں پیدا ہوئے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں پیدا ہوئے اور وہ اصحاب الصفّہ خاص طور پر آج قادیان میں بسنے والے درویش ہیں۔ درویش کی اصطلاح تو اب انہوں نے ان لوگوں کے لئے مخصوص کر لی ہے جو قادیان سے ہجرت کے دوران وہاں ٹھہرے تھے لیکن میں جب درویش کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ وہ سارے جو قادیان کی عزت

اوراس کے تقدّس کی خاطر قربانی کی روح کے ساتھ قادیان آبسے۔ یہ سارے دور یشانِ قادیان ہی ہیں اوران پر اصحاب الصفّہ کا اوران آیات کا مضمون بہت عمدگی سے صادق آتا ہے۔حضرت اقدس محمد مصطفیٰ علیہ وسلم کے فیوض میں سے ایک فیض قرآن کریم میں یہ بھی بیان ہوا کہ وہ آخرین کو اولین سے ملانے والا ہے یعنی ان کے غلاموں میں سے ایک ایسا پیدا ہوگا جو دورِ آخر میں بسنے والے محمد مصطفیٰ ؐ کے غلاموں کو اوّل دور میں پیدا ہونے والے غلاموں کا ہم عصر کر دے گا،ان کا ساتھی بنادے گا۔پس قادیان کے یہ درویش بھی انہی ساتھیوں میں سے ایک ہیں جنھوں نے تیرا سو سے لے کر چودہ سوسال تک کے زمانے کی فصیل پاٹ دی اور خدا کے فضل سے اوّلین میں شمار ہوئے۔

ان کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا بہت سی ایسی تجویزیں ہیں جو میرے زیرِغور ہیں اور جن کے متعلق مختصراً مختلف وقتوں میں قادیان میں بھی میں جماعت کے سامنے گزارش کرتا رہا ہوں۔پچھلے خطبہ میں بھی میں نے کچھ بیان کیا تھا۔اب اسی مضمون کو کچھ اور آگے بڑھا کر جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ کس رنگ میں ہمیں قادیان کے ان دریشوں کے حقوق ادا کرنے ہیں کیونکہ ان کا ہم پر احسان ہے۔ہمارا ان پر احسان نہیں ہوگا اگر ہم ان کی خاطر کچھ کریں۔وہ صحابیؓ جس نے رسول اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہؐ! آپ اصحاب الصفہ کو حکم کیوں نہیں دیتے کہ یہ باہر نکل جائیں،اس کا ایک بھائی اصحاب الصفہ میں شامل تھا خود باہر نکلتا تھا اور کماتا تھا اور اچھا کھاتا پیتا تھا۔اس کے ذہن میں دراصل خاص طور پر اپنا بھائی تھا کہ یہ بھی ہاتھ پاؤں کا ٹھیک ٹھاک ہے۔یہ کیوں پاگلوں کی طرح یہاں بیٹھ رہا ہے،نکما ہے۔آنحضرت علیہ وسلم اس کو حکم دیں تو یہ بھی باہر نکلے۔ اس کے جواب میں جو بات آنحضور علیہ وسلم نے بیان فرمائی جس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ تم نہیں اس کا حال جانتے۔وہ یہ بات تھی کہ بعض دفعہ خدا بعضوں کی وجہ سے دوسروں کو رزق عطا کرتا ہے اور تمہیں کیا پتہ کہ تمہیں جو رزق مل رہا ہے وہ اس کی برکت سے مل رہا ہو۔یہ ان کے وہ چھپے ہوئے حال تھے جن کا ایک ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس جواب میں کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قادیان کے درویشوں کی برکت بھی اسی طرح سب دنیا کی جماعتوں کے اموال میں شامل ہو چکی ہے۔ان کی سہولتوں اور ان کی آسائشوں میں شامل ہو چکی ہے۔وہ لوگ جو شعائر اللہ کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں ان کی برکتیں پھیلتی ہیں اور ہم اگر ان کی خاطر کچھ کریں

گے تو ان پر احسان کے طور پر نہیں بلکہ ان کے احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش میں کچھ کریں گے۔ اگر ان کی برکت سے خدا تعالیٰ نے ہمیں مثلاً وسیع رزق عطا نہ بھی کیا ہوتب بھی ان کا حق ہے کہ وہ ساری جماعت کی خاطر ایک فرضِ کفایہ ادا کرتے ہوئے قادیان میں بیٹھ رہے اور انہوں نے بہت ہی عظیم خدمت سرانجام دی ہے لیکن جیسا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان کی ہے اس میں ادنیٰ سا بھی شک نہیں کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر اسیر ہو جاتے ہیں جیسا کہ پاکستان میں اسیر ہیں جن کو باہر نکلنے کی اس لئے طاقت نہیں کہ زنجیروں نے باندھ رکھا ہے یا جیل خانے کی دیواریں حائل ہیں یا وہ گیٹ حائل ہیں جن میں سلاخیں جڑی ہوئی ہیں۔ وہ بھی اصحاب الصفہ کی ایک قسم ہیں اور قادیان کے وہ درویش خصوصیت کے ساتھ جن پر ظاہری پابندیاں کوئی نہیں ہیں۔ کوئی زنجیریں ان کے پاؤں باندھنے والی نہیں۔ کوئی ہتھکڑیاں ان کے ہاتھوں کو جکڑنے والی نہیں لیکن ایک فرض کی ادائیگی کے طور پر ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر قربانی کرتے ہوئے وہ نسلاً بعد نسلٍ قادیان کے ہو رہے ہیں ان کا حق ہے اور ان کے حقوق ہمارے اموال میں داخل ہیں اور ہماری سہولتوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو قرآن کریم نے ایک دوسری جگہ بیان فرمایا ہے۔ جہاں فرمایا وَفِيٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (الذّاریات:۲۰) کہ جو لوگ امیر ہیں کھاتے پیتے ہیں جن کو آسائشیں عطا ہوئی ہیں ان کے اموال میں سائل کے حق بھی ہیں اور محروم کے حق بھی ہیں۔ محروم سے یہاں مراد وہ مسکین ہے جس کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی اور یہ تعریف اصحاب الصفہ کے ضمن میں بیان ہوئی تھی۔ پس قادیان والے سائل تو نہیں ہیں لیکن بہت سے خاندان محرومین میں داخل ہیں۔ ان کے لئے جو تحائف جماعت نے بھجوائے، بہت ہی اچھا کام کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سے بہت فوائد حاصل ہوئے لیکن یہ ایسا کام ہے جو مستقلاً باقاعدہ منصوبے کے تحت کرنے والا کام ہے۔

وقفِ جدید کا میں نے جو نیا اعلان کیا تھا کہ وقفِ جدید کو باہر کی دنیا میں بھی عام کر دیا جائے صرف پاکستان تک محدود نہ کیا جائے۔ اس سے اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اس میں اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر تھی کہ قادیان اور ہندوستان کی محصور جماعتوں کے لئے ہمیں باہر سے بہت کچھ کرنا تھا اور اگر یہ تحریک نہ ہوتی تو بہت سے ایسے اہم کام جو سرانجام دینے کی توفیق ملی ہے ان سے

ہم محروم رہتے ۔ پس اس کے لئے جہاں تک چندوں کا تعلق ہے میں کوئی اور خصوصی تحریک نہیں کرنا چاہتا۔ وقف جدید کی تحریک کو آپ مزید تقویت دیں ۔اس وقت تک وقف جدید بیرون میں تقریباً ایک لاکھ پاؤنڈ کے وعدے ہو چکے ہیں اور وقف جدید کا قادیان سے یا ہندوستان کی جماعتوں سے جو گہرا تعلق ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارے کی صورت میں اس طرح بھی ظاہر ہوا کہ میں نے قادیان میں جلسہ کے دوران پڑھائے جانے والے جمعہ میں یہ بیان کیا تھا کہ جب وقف جدید کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ربوہ میں پہلا خطبہ دیا ہے تو وہ ۲۷ ردسمبر تھی اور جلسہ کا درمیانی دن تھا اور قادیان میں اب جب میں حاضر ہوا تو جلسہ کے عین درمیان میں جمعہ آیا اور وہ ۲۷ ردسمبر کا دن تھا اور اسی دن وقفِ جدید کا مجھے بھی اعلان کرنا تھا کیونکہ دستور یہی ہے کہ سال کے آخری جمعہ میں اعلان کیا جاتا ہے۔تو اس وقت میری توجہ اس طرف مبذول کروائی گئی کہ یہ توارد کوئی خاص معنی رکھتا ہے۔ پس یقیناً یہ توارد اس بات کی طرف اشارہ کرر ہا ہے کہ وقفِ جدید کا ایک تعلق تو پاکستان سے تھا جس کا آغاز پاکستان سے کیا گیا لیکن وہ دوسرا تعلق جس کے لئے میں نے تحریک کی تھی یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضا یافتہ فعل ہے اور خدا کے منشاء اور تائید کے مطابق ہی ایسا ہوا ہے اور قادیان اور ہندوستان کی جماعتوں کو بھی تمام بیرونی دنیا کے احمدیوں کی غیر معمولی مالی امداد اور قربانی کی ضرورت ہے اور وہ وقفِ جدید کے راستے سے کی جائے۔

چنانچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس وقت تک ایک لاکھ پاؤنڈ سالانہ کے وعدے ہو چکے ہیں لیکن جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے ہمیں قادیان اور ہندوستان پر سالانہ کم از کم ایک کروڑ خرچ کرنا ہوگا اور آئندہ کئی سالوں تک اس کو مسلسل بڑھانے کی کوشش کرنی ہوگی کیونکہ جو تفصیلی منصوبے قادیان کی عزت اور احترام کو بحال کرنے کے لئے میں نے بنائے ہیں اور جو تفصیلی منصوبے ہندوستان میں جماعت کے وقار اور جماعت کی تعداد اور رعب اور عظمت کو بڑھانے کے لئے بنائے ہیں وہ کروڑ ہا روپے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے جلسہ قادیان میں بھی بیان کیا تھا کہ میرا یہ تجربہ ہے کہ جب بھی ہم کوئی نیک کام خدا کی خاطر ،اس کی رضا کی خاطر شروع کرتے ہیں تو خواہ کتنے بڑے اموال کی ضرورت ہو اللہ تعالیٰ رستے کی سب روکیں دور فرما دیتا ہے اور وہ اموال مہیا ہو جاتے ہیں اور اگر کم بھی ہوں تو ان میں برکت بہت پڑتی ہے اور کبھی بھی میں نے یہ

نہیں دیکھا کہ کوئی منصوبہ خالصۃً للہ بنایا گیا ہو اور جب اس پر عمل کرنا ہو تو روپے کی کمی یا دیگر ایسی مجبوریاں حائل ہو جائیں اور ہم اس پر عمل درآمد کرنے سے محروم رہ جائیں ایسا کبھی نہیں ہوا نہ آئندہ کبھی انشاء اللہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے خاص سلوک ہے۔ یہ ایک زندہ خدا کا تعلق ہے جو ہمیشہ جاری رہے گا جب تک جماعت خدا تعالیٰ سے تعلق قائم رکھے گی۔ پس فکر کے طور پر میں عرض نہیں کر رہا بلکہ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ آئندہ قادیان اور ہندوستان کی محصور جماعتوں کے لئے جو بھی خدمتیں کرنی ہوں ان کے لئے رخ، رستہ وقف جدید کے چندے کا رستہ ہے۔ اس راہ سے باقاعدہ مسلسل قربانی پیش کرتے رہیں جو وقتی طور پر تحریکیں ہیں وہ ایک دو سال کے کام تو کر دیتی ہیں لیکن مستقل ضرورتیں پوری نہیں کرسکتیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قادیان اور ہندوستان کی ضرورتیں لمبے عرصہ کی ضرورتیں ہیں اور جماعت کے بہت بڑے مفادات ان سے وابستہ ہیں۔ ہندوستان میں جماعت کی خدمت کرنے میں اتنے عظیم الشان عالمی مفادات ہیں کہ اگر آپ کو ان کا تصوّر ہو تو دل میں غیر معمولی جوش پیدا ہو اور کبھی بھی اس خدمت سے نہ تھکیں۔ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ صدی کے ساتھ ہندوستان کی جماعتوں کے بیدار ہونے، قادیان کی عظمت کے بحال ہونے اور وہاں کثرت سے جماعت کے پھیلنے کا ایک بہت ہی گہرا تعلق ہے اور یہ تعلق مقدّر رہے۔ اس کے نتیجہ میں عظیم انقلابات برپا ہوں گے اس لئے اس بات کو معمولی اور چھوٹا نہ سمجھیں۔ جب خدا آپ کو غور کی توفیق عطا فرمائے گا تو آپ اندازہ کریں گے کہ کتنے بڑے بڑے عظیم مقاصد اس منصوبے کے ساتھ وابستہ ہیں۔

جہاں تک قادیان کے اندر بعض منصوبوں پر عملدرآمد کا تعلق ہے، ہسپتال بھی ان منصوبوں میں سے ایک تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہسپتال کو بہت بہتر حال تک پہنچانے کی توفیق مل چکی ہے۔ گزشتہ دو تین سال سے ہم یہ کوشش کر رہے تھے کہ بجائے اس کے کہ ایک چھوٹی سی ڈسپنسری جہاں ایک اَن کوالیفائیڈ غیر تعلیم یافتہ ڈاکٹر بیٹھا ہو اور آنے والے کی مرہم پٹی کر لے یا پیٹ درد کے لئے کوئی مکسچر بنا کر دے دے، قادیان کا ہسپتال تو چوٹی کا ہسپتال ہونا چاہئے۔ اس میں ہر قسم کی جرّاحی کے سامان ہونے چاہئیں۔ ہر قسم کے جدید سامان اور آلات مہیا ہونے چاہئیں۔ اس ہسپتال

کا نام روشن ہونا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ قادیان کے ہر مریض کو کٹھیوں میں ڈال کر بٹالہ یا امرتسر یا جالندھر بھجوایا جائے، بٹالہ یا امرتسر یا جالندھر یا دیگر علاقوں سے لوگ قادیان کے ہسپتال میں شفاء کے لئے آئیں۔ کیونکہ جو شفا خدا نے قادیان کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہے اُس سے اردگرد کا علاقہ فی الواقعہ ہی محروم ہے کیونکہ اس شفا کے ساتھ دعاؤں کا بھی تعلق ہے۔ اس شفاء کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیئے گئے وعدوں کا تعلق ہے۔ پس اگر ہسپتال کی ظاہری حالت بہتر بنائی جائے تو مجھے یقین ہے کہ جو شفا اس ہسپتال میں تمام پنجاب کے باشندوں کو یا باہر سے آنے والوں کو نصیب ہوگی اس کا عشر عشیر بھی وہ باہر نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ ابھی سے یہ محسوس ہونا شروع ہوا ہے کہ اگرچہ ابھی پوری طرح قادیان کے ہسپتال کے وقار کو بحال نہیں کیا جاسکا۔ لیکن جو کچھ بھی کیا جاچکا ہے اس کے نتیجہ میں مریضوں کا غیر معمولی رخ ہو چکا ہے اور بہت سے مریض دور دور سے آتے ہیں جن کو توفیق ہے کہ بہت بڑے ہسپتالوں میں جا کر زیادہ سے زیادہ اخراجات کر سکیں وہ بھی قادیان یہ کہہ کر اس نیت کے ساتھ آتے ہیں کہ جو شفاء یہاں میسر ہے وہ باہر نہیں مل سکتی۔ پس اس ضمن میں ابھی آنے سے پہلے ان کی بعض ضروریات کے سامان مہیا کر کے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے جو کچھ پیش کیا تھا اسی میں سے وہ خرچ بھی کیا گیا۔ بہترین ایکسرے کی مشینیں وہاں لگ چکی ہیں۔ تجربات کی بہترین مشینیں کچھ وہاں لگ چکی ہیں کچھ مہیا کی جارہی ہیں۔ ہر قسم کے جدید آلات جو مریضوں کی سہولت کے لئے ضروری ہیں اُن کے لئے اخراجات مہیا کر دیئے گئے ہیں اور موجودہ ہسپتال کے ساتھ قادیان کا جو رہائشی علاقہ تھا سر دست اس میں سے ایک حصہ ہسپتال کے لئے وقف کر دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے خدا تعالیٰ نے جو توفیق بخشی تھی کہ مکانات بنائے جائیں اور ان میں سے کچھ تقسیم کے لئے بھی ہوں۔ یہ سکیم تھی جو بیوت الحمد کے نام سے جاری کی گئی تھی اس میں تقسیم کے لئے جو مکانات تھے وہ تو بیس تھے لیکن ۲۳ مکانات بنائے گئے تھے۔ اب ان کا یہ فائدہ پہنچ رہا ہے کہ قادیان کے مرکزی علاقے سے بعض درویش خاندانوں کو دوسری جگہ منتقل کرنا ضروری ہو تو بڑی سہولت سے ایسا ہوسکتا ہے۔ چنانچہ یہ تجویز مکمل ہوگئی ہے۔ مکانوں کی نشاندہی ہوگئی ہے۔ اب دوسرے دَور میں یہاں سے انشاء اللہ عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ وہاں جا کر اُن مکانوں کو ہسپتال کے اندر جذب کرنے کے لئے نہایت جدید طریق

پر ایک ایسا منصوبہ پیش کریں گے کہ جس سے یہ نہیں لگے گا کہ گویا پرانے مکان ساتھ مدغم کئے گئے ہیں بلکہ ایک ہی رنگ کا مکمل ہسپتال رونما ہوگا تو آئندہ چھ سات مہینے کے اندر اندر انشاء اللہ وہاں کے ہسپتال کے اندر ایک نئی شان وشوکت پیدا ہوگی اور یہ ساری عالمی جماعت کی قربانیوں کا نتیجہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی جماعت قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہے گی۔

ہسپتال کے سلسلہ میں ایک یہ بھی منصوبہ بنایا گیا ہے کہ بیرونی ڈاکٹر جو کسی نہ کسی فن میں غیر معمولی شہرت رکھتے ہیں یا ملکہ ان کو عطا ہوا ہے اور وہ جب بھی ان کو توفیق ملے قادیان کے ہسپتال کے لئے وقف کریں اور اس صورت میں ہم وہاں کیمپ لگایا کریں گے۔ مثلاً کوئی آنکھوں کے آپریشن کا ماہر ہے اور وہ ایک مہینہ دو مہینے وقف کرتا ہے تو دور دور کے علاقے سے لوگوں کو یہ دعوت دی جائے گی کہ آئیں اور قادیان سے مفت فیض حاصل کریں اور ان آپریشنوں کی کوئی فیس نہیں لی جائے گی یا اگر لی گئی تو اس رنگ میں کہ صاحب حیثیت امراء سے کچھ لے لیا جائے گا اور غرباء کا محض مفت علاج ہوگا اسی طرح دل کے ماہرین ہیں۔ پھیپھڑوں کے ماہرین ہیں اور انتڑیوں وغیرہ کی بیماریوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین ہیں۔ اعصابی امراض کے ماہرین ہیں، سرجری میں ہڈیوں کی سرجری کے سپیشلسٹ، دل کی سرجری کے سپیشلسٹ وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک میں نظر ڈال کر دیکھ رہا ہوں خدا کے فضل سے ہر مرض کے علاج میں اس وقت احمدی ماہرین مہیا ہو چکے ہیں اور خدا کے فضل سے اپنے اپنے دائرے میں بہت شہرت یافتہ لوگ ہیں۔

ہر قسم کی جراحی کا کام اگر چہ اس وقت وہاں نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے لئے ایک سپورٹ کمپلیکس کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ مثلاً دل کا سرجن یعنی جو دل کا ماہر جرّاح ہے وہ ہر جگہ تو ہسپتال میں جا کر آپریشن نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے بہت سے ایسے متعلقہ سامان چاہئیں، بہت سے ایسے ماہرین چاہئیں جو سب مل کر وہ فضا قائم کرتے ہیں جس میں جرّاحی کا وہ درخت لگتا ہے تو امید یہی ہے کہ انشاء اللہ رفتہ رفتہ اس ہسپتال کو بڑھاتے بڑھاتے اس مقام تک پہنچا دیں گے کہ جس میں دنیا کے بہترین ہسپتالوں میں اس کا شمار ہو اور خدا کے فضل سے آغاز ہو چکا ہے۔

ایک اور پہلو تعلیم کا ہے۔ اس حصہ میں میں جماعت کو دعاؤں کی تحریک کرتا ہوں کہ ابھی بہت سی روکیں ہیں۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کے سکول اور کالج کا تعلق ہے اگر چہ حکومت نے

صدر انجمن کے نام یہ جائیدادیں بحال کر دی ہیں اور اس میں ہم ہندوستان کی عدلیہ کے بڑے ممنون ہیں جنہوں نے بہت ہی اعلیٰ انصاف کے ساتھ کارروائی کی ۔ کسی تعصب کو انصاف کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا اور اس ثبوت کے مہیا کرنے پر کہ وہ صدر انجمن احمدیہ جو اُن چیزوں کی مالک تھی بلا انقطاع قادیان میں موجود رہی ہے اور وہی مالک ہے اس لئے اس کو مہاجر قرار دے کر تمہیں ان جائیدادوں پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں ۔ اس دلیل پر ہندوستان کی عدلیہ نے انصاف کا بہت ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا اور یہ جائیدادیں بحال کر دیں ۔ لیکن جب تک یہ جائیدادیں بحال ہوئیں اس وقت تک بہت سے اداروں پر دوسرے قابض ہو چکے تھے ۔ مثلاً تعلیم الاسلام کالج جو پہلے تعلیم الاسلام سکول ہوا کرتا تھا اسے اس وقت سکھوں کا ایک ادارہ ہے جو چلا رہا ہے ۔ نام اس کا مجھے یاد نہیں ، خالصہ نام سے کوئی ادارہ ہے اور وہ انہی کے قبضہ میں ہے مگر صورتحال یہ ہے کہ اس کا معیار اتنا گر چکا ہے کہ دیکھ کر رونا آتا ہے ۔ جس حال میں ہم نے تقسیم کے وقت اس عمارت کو چھوڑا تھا اس حال سے بہت زیادہ بدتر ہو چکی ہے لیکن اس کو بحال کرنے کے لئے یا اس میں مزید اضافے کی خاطر کوئی بھی خرچ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ جو کمرہ زیرِ تعمیر تھا ، جس کی چھت پڑنے والی تھی ، جس حالت میں اینٹیں پڑی تھیں اسی طرح آج بھی پڑی ہیں اور وہ تالاب جسے پیچھے چھوڑ کر آئے تھے جو سکول کا سوئمنگ پول (Swimming Pool) تھا بعد میں کالج کا بن گیا اسے اس زمانہ میں ٹینک (Tank) کہا کرتے تھے اور اس کی حالت یہ ہے کہ اس میں اب گندا پانی جمع ہے کوئی دیکھ بھال کا انتظام نہیں ۔ لیکن وہ وقارِ عمل سے اور بڑی دعاؤں کے ساتھ تیار کیا گیا تھا ۔ اسکی تعمیر ایسی اعلیٰ اور پختہ ہے کہ میں نے پھر کر دیکھا ہے ایک اینٹ بھی ابھی اپنی جگہ سے نیچے نہیں بیٹھی حالانکہ کھلے آسمان کے نیچے بغیر دیکھ بھال کے پڑا ہوا ہے ۔ تو اصل دعا تو یہی کرنی چاہئے کہ قادیان میں تعلیمی اداروں کو بحال کرنا ہے تو یہ عمارتیں جماعت کو واپس ملیں ۔ اس سلسلہ میں کچھ گفت وشنید کا میں وہاں آغاز کر آیا ہوں ۔ کچھ یہاں سے سکھوں کی اس لیڈر شپ سے بھی بات کریں گے جو باہر ہے اور پنجاب میں بھی اس تحریک کو چلایا جائے گا ۔ اگر وہ ہمیں یہ ادارہ واپس کر دیں تو بہت وسیع کھیل کے میدان بھی اس کے ساتھ ہیں اور ایسا شاندار کالج دوبارہ وہاں قائم کیا جا سکتا ہے جو تمام پنجاب بلکہ ہندوستان میں ایک شہرت اختیار کر جائے ۔ دور دور سے طلباء وہاں آئیں ۔ بہترین اس کے

معیار رہوں اور اس کے ساتھ ہی سکول کا قیام بھی تعلق رکھتا ہے۔ پہلے خیال تھا کہ کالج کے قرب میں الگ سکول تعمیر کیا جائے جو بہترین معیار کا ہو۔

مگر سوال یہ ہے کہ اگر سکول بہترین معیار کا بنا دیا جائے اور کالج جس حال میں ہے اسی حال میں ہوتو اس کا کوئی فائدہ نہیں ۔سکول کے چند سالوں کے بعد بچوں کو پھر باہر نکلنا پڑے گا اور پھر غیر فضا سے بداثرات قبول کرنے کے احتمال باقی رہیں گے اور محض سکول سے کسی مقام کی شان نہیں بڑھا کرتی ۔اس کے ساتھ ایک تعلیمی تسلسل ہونا چاہئے ۔آئندہ تعلیم کا انتظام ۔اس سے آگے تعلیم ۔حتّٰی کہ اس معیار کو زیادہ سے زیادہ بلند کیا جائے اور پھر وسیع کیا جائے ۔ یہ مقاصد ہیں جن کے پیش نظر ہمیں قادیان میں تعلیمی سہولتیں مہیا کرنی ہیں اور بہت اعلیٰ پیمانے کی تعلیمی سہولتیں مہیا کرنی ہیں ۔میرے ذہن میں جو نقشہ ہے وہ یہ ہے کہ زبانوں کے لحاظ سے بھی یہ بہترین سکول اور بہترین کالج ہو جائیں اگر جرمن زبان پڑھانی ہے تو باہر سے جرمن قوم کے لوگ وہاں جا کر ٹھہریں اور خدا کے فضل سے ایسے موجود ہیں جو میری تحریک پر اپنے آپ کو پیش کر دیں گے۔ انگریز انگریزی پڑھائیں ۔عرب عربی پڑھائیں اور اسی طرح مختلف زبانوں کے ماہرین جو اپنے ہاں اہل زبان کہلاتے ہیں وہ جا کر ان بچوں کو تعلیم دیں تو اس پہلو سے پنجاب میں خصوصیت کے ساتھ اتنا بڑا خلا ہے ۔اگر ہمیں یہ توفیق ملے تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑی دور دور تک اس تعلیمی ادارے کا شہرہ ہوگا۔ کیونکہ بدنصیبی سے سکھوں نے توہّم پرستی کے تابع ہو کر پنجابی پر اتنا زور دے دیا ہے کہ اب وہاں تقریباً تمام اداروں میں پنجابی میں ہی تعلیم دی جارہی ہے اور باقی زبانیں عملاً کالعدم ہیں یا انہیں کالجوں سے اگر باقاعدہ دیس نکالا نہیں ملا تو ان کی حوصلہ افزائی کا ایسا انتظام نہیں ہے جس کی وجہ سے باقی زبانیں عملاً مر چکی ہیں یا محض رسمی طور پر پڑھائی جاتی ہیں اور اس کا شدید نقصان سکھ قوم کو پہنچے گا۔ میں نے ان کے لیڈروں کو یہ بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تم لوگ بہت ہی غلط فیصلہ کر چکے ہو۔ پنجابی کو مقام دو، بے شک اس کی خدمت کرو، یہ تمہارے لئے جائز ہے، قومی لحاظ سے ضروری بھی ہوگا، لیکن بین الاقوامی زبانوں کو چھوڑ کر اگر صرف پنجابی میں تعلیم دی تو باہر نکل کر یعنی پنجاب سے باہر جا کر یا تم جتنی تعلیم دے سکتے ہو ان حدود سے اوپر جا کر یہ بچے کیا کریں گے ۔ دنیا میں سائنس کی ساری کتابیں یا انگریزی میں ملیں گی یا جرمن میں ملیں گی یا فرینچ میں ملیں گی یا جاپانی

میں ملیں گی اور پنجابی میں تو کوئی کتاب نظر نہیں آئے گی اور دنیا کے دوسرے ادارے ان کو قبول ہی نہیں کریں گے تو یہ دراصل ایک وسیع پیمانے پر علمی خودکشی ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہندوستان کی حکومت کا ایک قانون یہ ہے کہ کسی صوبے میں جو تعلیمی پالیسی ہے، اس صوبے سے متعلق ادارے اس تعلیمی پالیسی کے اختیار کرنے کے پابند ہیں لیکن ہر صوبے میں مرکزی تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے کے امکانات ہیں اس لئے پنجاب کا کوئی تعلیمی ادارہ دہلی کے تعلیمی نظام سے متعلق ہونا چاہے تو وہ ہوسکتا ہے۔علی گڑھ کے تعلیمی نظام سے متعلق ہونا چاہے تو وہ ہوسکتا ہے اور اس پر پھر اسی ادارے کا قانون صادر ہوگا جس سے وہ متعلق ہے تو اس لئے جماعت احمدیہ کی راہ میں ایک نہایت اعلیٰ پیمانے کا تعلیم اور تدریس کا نظام جاری کرنا مشکل نہیں ہے اور قانوناً کوئی روک نہیں ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ نمونہ جب قائم ہوگا تو باقی سکھ اداروں کو بھی ہوش آئے گی اور وہ بھی ہماری تقلید کی کوشش کریں گے اور قومی فائدہ پہنچے گا۔تو اس ضمن میں جب باہر سے اساتذہ بلانے کا یا اور خدمات کا وقت آئے گا تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ ساری دنیا کی جماعتیں اس میں حصہ لیں گی۔

سرِ دست تو میں دعا کی تحریک کر رہا ہوں کہ بہت باقاعدگی سے، سنجیدگی سے دل لگا کر دعا کریں کہ قادیان کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنے کے لئے خدا پھر ہمیں توفیق بخشے کہ پرانے تعلیمی اداروں کی روایات کو زندہ کرسکیں اور جو کردار وہ پہلے ادا کرتے رہے ہیں از سرِ نو پھر وہ یہ کردار ادا کرسکیں۔ قادیان کو تو ساری دنیا میں علم کا مرکز بننا ہے اور خدا نے اس کام کے لئے اُسے چن رکھا ہے۔ پارٹیشن سے پہلے کی بات کر رہا ہوں کہ جن دنوں میں قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھا مگر علمی لحاظ سے اس کی بڑی شان تھی اور پنجاب میں دور دور تک قادیان کے سکول سے نکلے ہوئے طلبا کی عزت کی جاتی تھی، احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ کالجوں میں داخل کرنے کی راہ میں کوئی روک نہیں ہوا کرتی تھی۔انگریزی زبان کا معیار اتنا بلند تھا اور کھیلوں کا معیار اتنا بلند تھا کہ ان دو غیر معمولی استثنائی امتیازات کی وجہ سے قادیان کے طلباء جب چاہیں گورنمنٹ کالج میں، ایف سی کالج میں، کسی بہترین ادارے میں داخل ہونا چاہیں تو ان کو عزت کے ساتھ لیا جاتا تھا۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو خدا کے فضل سے یہ دونوں امتیاز حاصل تھے کہ

انگریزی زبان میں بھی غیر معمولی ملکہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا، ایک قدرت حاصل تھی اور فٹ بال کے بھی بہترین کھلاڑی تھے یہاں تک کہ جب میں گورنمنٹ کالج میں داخل ہوا ہوں تو اس وقت تک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تصویر اُن طلباء کی صف میں لٹکی ہوئی تھی جنہوں نے گورنمنٹ کالج میں غیر معمولی اعزازی نشانات حاصل کئے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مجھے بتایا کہ ان کا انگریز پروفیسر غالباً Stefencen نام تھا، مجھے پوری طرح یاد نہیں، اس نے ایک دفعہ اُن سے کہا کہ قادیان میں تم لوگ کیا کرتے ہو؟ وہاں تو میں نے دیکھا ہے کہ دو چیزوں کے کارخانے لگے ہوئے ہیں، اچھے انگریزی دان اور اچھے کھلاڑی۔ جو بھی قادیان کا طالب علم آتا ہے اس کا زبان کا معیار بہت بلند ہے اور کھیلوں کا معیار بہت بلند ہے اور کھیلوں کا معیار واقعۃً اتنا بلند تھا کہ قادیان کی سکول کی ٹیم پنجاب کے چوٹی کے کالجوں سے ٹکرایا کرتی تھی اور اکثر ان کو شکست دے دیتی تھی۔ قادیان کی کبڈی کی ٹیم سارے پنجاب میں اوّل درجے کی ٹیم تھی۔ تو کھیلوں کا معیار بھی تعلیم کے ساتھ ساتھ بلند تھا اور ان دونوں چیزوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ اچھے تعلیمی اداروں میں ہمیشہ اچھے کھلاڑی بھی پیدا ہوتے ہیں اور لازماً عقل اور ذہن کی صحت کے ساتھ جسمانی صحت کی طرف بھی یہ ادارے توجہ دیتے ہیں۔

اب قادیان میں دوسری مشکل یہ درپیش ہے کہ ان کے لئے کھیلوں کا کوئی انتظام نہیں ہے میں نے سکول کے بچوں سے بچیوں سے سوالات کئے۔ وہاں لجنہ سے، خدام الاحمدیہ سے جائزے لئے تو یہ دیکھ کر بہت ہی تکلیف ہوئی کہ غیروں نے تو تعلیم کی طرح کھیلوں کی طرف بھی توجہ چھوڑ دی ہے اور قادیان کے سکولوں اور کالجوں میں کوئی بھی معیار نہیں رہا، نہ تعلیم کا نہ کھیل کا، ہر لحاظ سے پیچھے جا پڑے ہیں حالانکہ اللہ کے فضل سے علاقے میں صحت کا معیار بہت بلند ہے اور اگر جذبہ ہوتا، ایک انتظام کے تحت علم اور صحت دونوں کی طرف توجہ کی جاتی تو قادیان ابھی بھی خدا کے فضل سے یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ پنجاب میں اسی طرح چمکے جس طرح پہلے چمک کر دکھا چکا ہے تو کھیلوں کی طرف ہمارے اندرون میں یعنی قادیان کے اس حصہ میں بھی کوئی توجہ نہیں جس میں درویش بستے ہیں اور اس طرح بچوں کی زندگیاں ضائع ہو رہی ہیں۔ لڑکیوں کے لئے کھیلنے کا کوئی انتظام نہیں۔ محدود علاقے میں قید ہیں۔ پس تعلیمی منصوبے کے علاوہ ایک منصوبہ یہ بنایا گیا ہے کہ ان کے لئے

ہر قسم کی صحت جسمانی کے سامان مہیا کئے جائیں۔ بہترین Gymnasium بنائے جائیں۔ لجنہ کے لئے ایک کھلی زمین خرید کر یا اگر کوئی موجودہ زمین اس کام کے لئے مل سکتی ہو تو اسے احاطہ کر کے لڑکیوں اور عورتوں اور طالبات وغیرہ کے لئے وقف کر دیا جائے۔ وہاں ہر قسم کی جدید کھیلوں کے انتظام ہونے چاہئیں اور باہر سے کوئی احمدی بچیاں کسی فن میں مہارت رکھتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی کئی کھیلوں کی اچھی اچھی ماہر بچیاں ہیں تو وہ وہاں اپنا وقت لگائیں۔ وہاں جا کر ان کو تعلیم و تربیت دیں۔ تو ان کے لئے کچھ تو ایسا سامان ہونا چاہئے جس سے وہ دل کی فرحت اور سکینت محسوس کریں۔ محض ایک سنجیدہ ماحول میں جو روحانی سہی لیکن اتنا تنگ ماحول ہے کہ اس میں زندگی گھٹی گھٹی محسوس ہوتی ہے۔ ایسے ماحول میں ان بچیوں کو اور لڑکوں اور بڑوں کو زندگی بسر کرنے پر مجبور رکھنا یہ ظلم ہے اس لئے عالمی جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی اس قسم کی علمی اور صحت جسمانی کی ضرورتیں ضرور پوری کریں اور اس شان سے پوری کریں کہ علاقے میں اسکی کوئی مثال نہ ہو۔ پس اس بارہ میں میں ہدایات دے آیا ہوں کہ اب تفصیلی منصوبے بنانا تمہارا کام ہے۔ بناؤ اور جو بھی بناؤ گے انشاء اللہ عالمی جماعت فراخدلی کے ساتھ ان پر عمل درآمد کرنے میں تمہاری مدد کرے گی۔ اور میری خواہش ہے کہ آئندہ جلسہ سے پہلے پہلے عورتوں اور مردوں کے لئے یہ سپورٹس کمپلیکس مکمل ہو چکے ہوں یا مکمل نہ سہی تو نظر آنے شروع ہوں اور ان کا فیض دکھائی دینے لگے۔ ہمارے احمدی بچوں کے چہروں پر صحت دکھائی دے اس لئے یہ بھی وہ ایک ضروری منصوبہ ہے جو شروع کیا جا چکا ہے لیکن یہ قادیان تک محدود نہیں رکھنا۔ علمی اور صحت کے یہ دونوں منصوبے ہندوستان کی باقی جماعتوں میں ممتد ہوں گے کیونکہ ان کی بھی محصور کی سی ایک کیفیت ہے۔ بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں مسلمان بعض راہنماؤں کی غلطیوں کی وجہ سے اپنے بنیادی حقوق سے محروم رکھے جا رہے ہیں۔ ان میں جماعت احمدیہ بھی ان تکلیفوں میں حصہ دار بنی ہوئی ہے اگر چہ غلط پالیسیوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کا کوئی تعلق نہیں لیکن دوسری مصیبت یہ ہے کہ پاکستان کی طرح کے ملاں وہاں بھی جماعت کے خلاف نفرت کی تحریکات چلاتے اور بھڑکاتے ہیں اور کوئی ہوش نہیں کر رہے کہ باہر کی دنیا میں کیا گندا اثر پیدا کر رہے ہیں اس لئے احمدیوں کے لئے دوہری مشکلات ہیں اور وہ ان مخالفتوں میں محصور ہو چکے ہیں۔ چنانچہ بعض جماعتوں کے ساتھ جب تفصیلی انٹرویو ہوئے تو پتا لگا

کہ واقعتہً ان کی محصور کی سی کیفیت ہے۔ وہ عام روزمرّہ کے اپنی زندگی کے حقوق سے کلیۃً محروم ہیں۔ مسلمان ان سے کنی کتراتے ہیں۔ ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات نہیں رکھتے کیونکہ ان کو نفرتوں کا نشانہ بنایا گیا ہے اور ہندو ویسے ہی دور ہٹتے چلے جارہے اور دن بدن ہندو قوم پرستی یا تشدّد پرستی کی جو تحریکات ہیں وہ زیادہ قوی ہوتی جارہی ہیں اور یہ دراصل پاکستان اور بعض دوسرے مسلمان ممالک کی جہالت کا طبعی نتیجہ ہے۔ سورَنگ میں ان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اسے قومیائی حدود میں جکڑو نہیں اور غیروں کے مقابل پر ایسے ذرائع اختیار نہ کرو کہ وہ سمجھیں کہ تم اپنے مذہب کو زبردستی ان پر ٹھونستے اور ان کو ان کے حقوق سے محروم کرتے ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو اس کا ردعمل پیدا ہوگا۔ اور اگر اس کے بعد ہندو منوسمرتی کی تعلیم کی طرف رخ کریں اور یہ اعلان کریں کہ اگر پاکستان میں مسلمانوں کو حق ہے کہ قرآن کی تعلیم کو ساری قوم پر ٹھونس دیں خواہ کوئی اسے قبول کرے نہ کرے تو ہمارا کیوں حق نہیں کہ ہم منوسمرتی کی تعلیم کو ساری ہندوستانی قوم پر ٹھونسیں خواہ کوئی قبول کرے یا نہ قبول کرے۔ پس غلطیوں کے یہ جو دوررس نتائج ہیں ان سے آنکھیں بند ہیں۔ دو قدم سے زیادہ دیکھ نہیں سکتے اور یہ جو نظر کی کمزوری کی بیماری ہے یہ جب راہنماؤں میں ہو جائے تو ساری قوم کے لئے ہلاکت کا موجب بنتی ہے۔ بہر حال ہندوستان میں جو یہ شدید رَو چل پڑی ہے یہ بہت ہی خطرناک عزائم کو ظاہر کر رہی ہے اور دن بدن مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ رَو اسی طرح چلتی رہی تو سارے مسلمان وہاں محصور ہو کر رہ جائیں گے اور احمدیوں پر تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دوہری حصار ہے ایک حصار غیروں کی غلطی کی وجہ سے ہے اور ایک حصار دل کی مجبوری کی وجہ سے خدا کی خاطر جو بھی مخالفت ہو انہوں نے بہر حال قبول کرنی ہے اور بڑی وفا کے ساتھ احمدیت سے وابستہ رہنا ہے۔ یہ وہ اصحاب الصفہ ہیں جو وسیع تر دائرے سے تعلق رکھنے والے اصحاب الصفہ ہیں۔

پس قادیان کے لئے بہبود کی جو سکیمیں ہیں ان سے ہندوستان کی باقی جماعتوں کو محروم نہیں رکھا جائے گا اور وہاں بھی صوبائی امارتیں قائم کر کے جہاں نہیں تھیں وہاں قائم کر دی گئی ہیں اور جہاں تھیں ان کو بیدار کیا گیا ہے۔ یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جہاں اقتصادی ترقی کے منصوبے بناؤ وہاں تعلیمی ترقی کے بھی منصوبے بناؤ۔ چنانچہ کشمیر میں خدا کے فضل سے پہلے ہی بہت سے سکول بڑی

اعلیٰ روایات کے ساتھ چل رہے ہیں۔ باقی صوبوں کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اسی طرح مدارس قائم کریں اور جہاں جہاں ممکن ہو کالجز قائم کریں۔ٹیکنیکل کالجز کی وہاں بڑی ضرورت ہے اور قادیان میں بھی انشاءاللہ خیال ہے کہ اعلیٰ پائے کا ٹیکنیکل کالج بھی قائم کیا جائے گا۔تو سارے ہندوستان کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو ایک کروڑ سالانہ کی رقم بھی کوئی چیز نہیں ہے لیکن اگر وقف جدید کے ذریعہ ایک سال کے اندر اندر ایک کروڑ کی رقم بھی مہیا ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ شروع کرنے کے لحاظ سے خدا کے فضل سے کچھ نہ کچھ سرمایہ میسر آجائے گا اور باقی اللہ تعالیٰ اور رستے عطا کرتا رہتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی عالمی قربانیوں کا جو مجموعہ ہے اس میں سے جہاں مرکزی منصوبوں پر خرچ ہو رہے ہیں مختلف ممالک پر خرچ ہو رہے ہیں ایک حصہ اس میں سے بھی قادیان اور ہندوستان کی احمدی جماعتوں کے لئے مزید مخصوص کیا جا سکتا ہے تو آپ دعاؤں میں یاد رکھیں اور مالی قربانیوں کی جہاں تک توفیق ملے اسے بڑھانے کی کوشش کریں۔وقف جدید کی مالی قربانی پر نظر ثانی کریں۔ بہت سے احمدی ہیں جو غربت اور تنگی کی حالت میں بھی ہر چندے میں شامل ہیں۔وہ تقریباً اپنی استطاعت کی حدّ کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی خاطر وہ جو قربانیاں پیش کرتے ہیں یا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت دے گا اور ان کی حدود وسیع تر کرتا چلا جائے گا۔

وہ آیت جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی اس سے پہلے اس مضمون کی آیات ہیں جو میں اب آپ کے سامنے رکھ کر اس خطبہ کو ختم کروں گا جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے خدا کی خاطر خود محصور ہو گئے اور جن کے رزق کی راہیں تنگ ہو گئیں یا بند ہو گئیں جو لوگ قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دین اور دنیا دونوں جگہ جزاء دینے والا ہے اور ان کے اموال کو رکھتا نہیں بلکہ ان میں بہت برکت دیتا ہے۔پس وہ برکت جو درویشوں کے ذریعے دوسروں کو پہنچتی ہے اس مضمون کو قرآن کریم نے یہاں ایک خاص رنگ میں کھول کر بیان فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی اس نصیحت کا اس آیت سے ہی تعلق ہے جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ تمہیں کیا پتہ کہ کن لوگوں کی وجہ سے تمہارے اموال میں برکت پڑ رہی ہے۔پس جو لوگ ان غریبوں پر خرچ کرتے ہیں جو خدا کی خاطر محصور ہوئے خدا کا واضح وعدہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں بہت برکت دے گا۔فصاحت وبلاغت

کا عجیب انداز ہے کہ پہلے یہ مضمون بیان فرمایا اور پھر بعد میں ان لوگوں کا ذکر کیا جن کی خاطر ان لوگوں کو برکت ملنے والی ہے۔فرمایا: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ اگر تم خدا کی راہ میں اخراجات کو قربانیوں کو کھول کر پیش کرو، اعلانیہ کردو تا کہ دوسروں کو تحریک ہو تو فَنِعِمَّا هِيَ ۔ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ: یہ بھی اچھی بات ہے ۔ اس میں کوئی برائی نہیں ۔ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لیکن اگر تم ان کو مخفی رکھو اور خدا کی راہ کے فقیروں پر خرچ کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ان غریبوں کی خدمت کا جو سب سے بڑا فیض تمہیں پہنچے گا وہ یہ ہے کہ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ اللہ تعالیٰ تمہاری بدیاں دور کرے گا۔تمہاری کمزوریاں دور فرمائے گا۔پس تمام دنیا میں ہمیں تربیت کے جو مسائل در پیش ہیں خاص طور پر ترقی یافتہ یا آزاد منش ممالک میں ان کا ایک حل قرآن کریم نے یہ بھی پیش فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں محصور اور غرباء پر خرچ کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کی کمزوریاں دور فرمائے گا اور خود تمہاری اصلاح کے سامان مہیا فرمائے گا۔ پھر فرمایا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ یاد رکھو کہ تم جہاں بھی جو کچھ بھی خدا کی راہ میں کرتے ہو تمہارے اعمال سے خدا خوب واقف ہے۔ ہر چیز پر اس کی نظر ہے۔تمہارا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جو خدا کی نظر میں نہ ہو۔ پھر فرمایا لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اے محمدؐ! تجھ پر ان کی ہدایت فرض نہیں ہے۔تو نے پیغام پہنچانا ہے۔نصیحت کرنی ہے اور تو بہترین نصیحت کرنے والا ہے۔وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ہاں اللہ ہی ہے جس کو چاہے گا ہدایت بخشے گا۔جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔پھر اس جملہ معترضہ کے بعد واپس اس مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ جو کچھ تم یاد رکھو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو فَلِاَنْفُسِكُمْ وہ دراصل اپنی جانوں پر خرچ کر رہے ہو۔ یہ نہ سمجھو کہ دوسروں پر کوئی احسان کر رہے ہو۔تمہارا خرچ اپنے فوائد کے لحاظ سے اور برکتوں کے لحاظ سے خود تم پر ہو رہا ہے۔وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ لیکن ہم جانتے ہیں کہ محمد مصطفی ﷺ کے تربیت یافتہ ساتھی اپنے نفوس میں برکت کی خاطر خرچ نہیں کر رہے بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کر رہے ہیں۔ پس یہ مراد نہ سمجھی جائے۔کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ یہ تعلیم دے رہا ہے کہ اپنے

نفس پر خرچ کرنے کی خاطر خرچ کرو۔ فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تمہارا اعلیٰ مقصد خدا کی رضا ہے مگر جب خدا کی رضا حاصل ہو جاتی ہے تو محض دین میں نہیں ہوتی بلکہ دنیا میں بھی رضا مل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ایک نتیجہ ہے کہ جو یہ فرمایا گیا کہ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنی جانوں پر خرچ کرتے ہو۔ ان دونوں آیات کے ٹکڑوں کو ملا کر پڑھا جائے تو مضمون یہ بنے گا کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو محض اللہ کے پیار کی خاطر اس کی محبت جیتنے کے لئے اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو لیکن اس رضا کا ایک ظاہری نتیجہ بھی ضرور نکلے گا اور وہ یہ کہ تمہارے اموال میں ایسی برکت ملے گی کہ گویا تم دوسروں پر نہیں بلکہ خود اپنی جانوں پر خرچ کرنے والے تھے اور اس کی مزید تفسیر یہ فرمائی کہ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرہ:۲۷۳) اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے یقین جانو وہ تمہیں خوب لوٹا یا جائے گا۔ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ میں صرف لوٹانے کا مضمون نہیں بلکہ بھر پور طور پر لوٹایا جائے گا اور تم سے کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ طرز بیان ہے۔ جب کہا جائے کہ کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا تو مراد یہ نہیں ہے کہ محض عدل کیا جائے گا بلکہ بالکل برعکس مضمون ہوتا ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (البقرہ:۲۸۲) ان سے ظلم نہیں کیا جائے گا تو مراد یہ ہوتی ہے کہ انہیں بہت زیادہ دیا جائے گا۔ ظلم تو درکنار اتنا عطا ہو گا کہ احسانات ہی احسانات ہوں گے۔ یہ ایک طرز بیان ہے جو مختلف زبانوں میں ہے۔ عربی میں اور خصوصیت کے ساتھ قرآن کریم میں اس طرز بیان کو اختیار فرمایا گیا تو لَا تُظْلَمُوْنَ، وَلَا يُظْلَمُوْنَ (النساء:۱۲۴) کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ ظلم نہیں کرے گا جتنا دیا اتنا واپس کر دے گا۔ مراد یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اتنا دے گا کہ تمہارے پیٹ بھر جائیں گے تم کانوں تک راضی ہو جاؤ گے۔ یہ معنی ہے اس آیت کا۔ یہ سب بیان کرنے کے بعد فرمایا لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اس وقت جو ہم خرچ کرنے کی تاکید کر رہے ہیں تو یہ عام خرچ نہیں بلکہ خصوصیت سے ان فقراء کی خاطر خرچ ہے جو خدا کے رستے میں گھیرے میں آ گئے اور ان میں زمین پر چل کر اپنے کمانے کے لئے گنجائش نہیں رہی۔ وہ محبت کی رسیوں میں باندھے گئے اور ہمیشہ کے لئے محمد مصطفی ﷺ کے قرب میں انہوں نے ڈیرے ڈال دیئے حالانکہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔ کھانے کے بھی وہ محتاج ہیں۔ پہننے کے

بھی، اوڑھنے کے بھی محتاج ہیں۔ ان کی ساری ضرورتیں خدا پر چھوڑ دی گئی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ تمہیں فرماتا ہے کہ تم ان کی ضرورتیں پوری کرو خدا تمہاری ضرورتیں پوری کرے گا اور تمہاری ضرورتیں پوری کرنے میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو بھی انہی معنوں میں اصحاب الصفہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ جس رنگ میں بھی ہوں جہاں بھی ہوں خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ان کی خدمت کی توفیق بخشے اور ان کا فیض خدا تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں ساری دنیا کی جماعت پر نازل ہوتا رہے۔ آمین۔